بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ؕ (بقرہ، ۱۲۵)

نسبتوں کی بہاریں

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

بین الاقوامی سلسلۂ اشاعت نمبر

۴

ادارۂ مسعودیہ

۵، ۶/۲۔ ای، ناظم آباد۔ کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرٰهِيمَ مُصَلًّى ط (بقرہ ۱۲۵)

نسبتوں کی بہاریں

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔ اے؛ پی۔ ایچ۔ ڈی

ادارۂ مسعودیہ ۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد، کراچی

اسلامی جمہوریۂ پاکستان

۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء

بین الاقوامی سلسلہ نمبر ۴

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

نسبت ایک عظیم حقیقت ہے ——— عالی نسبتوں سے بے قیمت چیزیں، قیمتی ہوتی چلی جاتی ہیں ——— نسبتوں نے ہم کو بنایا ہے ——— نسبتوں نے ہم کو سنوارا ہے ——— نسبتوں سے ہمارا تشخص قائم ہے ——— یہ نہ ہوں تو ہم نہ ہوں ——— ہمارے معاشرے کا مدار بھی نسبتوں پر ہے ——— ملکوں اور مذہبوں کی نسبت سے قومیں پہچانی جاتی ہیں اور قوموں کی نسبت سے افراد پہچانے جاتے ہیں ——— انہی نسبتوں پر رشتہ داریاں قائم ہیں ——— ہر رشتے کی نسبت سے اس کی تعظیم و تکریم یا اس پر شفقت و مہربانی کی جاتی ہے ——— قوموں، خاندانوں اور گھرانوں کا قیام اسی نسبت سے ہے ——— نسبت ایک محکم اساس اور مضبوط بنیاد ہے ——— اسلامی معاشرے کا قیام اور بقا بھی نسبتوں کی پاسداری پر ہے ——— اسی لئے اللہ نے نبیوں[1]، رسولوں[2]، ولیوں[3] اور بزرگوں[4] کا ادب سکھایا ہے، اس کے بغیر مستحکم معاشرے کا قیام ممکن نہیں ——— اللہ تعالیٰ نے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والے شہرِ مکہ کی قسم کھائی[5] ——— غازیوں سے نسبت رکھنے والے گھوڑوں کی قسم کھائی[6] ——— یہ اشارے ہماری آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہیں۔

ا سورۂ مائدہ ۱۲، مائدہ ۹۲۰۵ - انفال ۲۰
۲ سورۂ نور ۵۴ - نور ۵۶ - فتح ۹۰، مجادلہ ۱۳، احزاب ۱۵۴، تغابن ۱۲
۳ سورۂ حجرات ۵-۹ - یونس ۶۲
۴ سورۂ اسراء ۲۴
۵ سورۂ بلد ۱، ۳-
۶ سورۂ عادیات ۱-۵

دنیا کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھیں تو آپ کو عجائبات نظر آئیں گے ــــــــ ٹوٹی پھوٹی کرسی جس کا کوئی پُرسانِ حال نہ ہو، جب یہ کہا جائے کہ یہ فلاں بادشاہ کی کرسی ہے، تو سب لپکنے لگتے ہیں اور یہ بے قیمت کرسی اَنمول بن کر عجائب خانے کی زینت بنتی ہے ــــــــ دنیا کے عجائب خانوں میں آپ شوکیسوں میں سجی قدیم کتابیں، سکّے، ہتھیار دیکھیں گے، فنونِ لطیفہ کے نمونے، ٹوٹے پھوٹے ٹھیکرے، پھٹے پرانے کپڑے بھی دیکھیں گے ــــــــ اِن چیزوں کو کس نے اتنا باوقار بنا دیا؟ ــــــــ نسبت اور صرف نسبت نے ــــــــ زمانوں سے نسبت، قدیم ملکوں سے نسبت، قدیم بادشاہوں سے نسبت، قدیم تہذیبوں سے نسبت، قدیم شخصیات سے نسبت ــــــــ یہ نسبتیں نہ ہوتیں تو یہ اَنمول چیزیں بے قدر و قیمت ہو جاتیں۔

آثارِ قدیمہ پر نظر ڈالیں تو ویرانوں کی تلاش میں عقلمندوں کو سرگرداں پائیں گے ــــــــ سارا عالم ان کی حفاظت میں منہمک نظر آئے گا ــــــــ نگاہیں اس ویرانے کی طرف کیوں پھر گئیں؟ ــــــــ نسبت ہی نے سارے جہان کو اِس ویرانے کا گرویدہ بنا رکھا ہے ــــــــ ہر قوم دِل و جان سے اپنے اپنے آثار کی حفاظت کرتی ہے، وہ اِن آثار سے کسی قیمت پر دست بردار نہیں ہو سکتی ــــــــ وہ اَفراد کے دل میں اپنے بزرگوں کی عظمت اور اپنے آثار کی عظمت کا نقش بٹھاتی ہے ــــــــ کوئی قوم ایسی نہ دیکھی جو اپنے بزرگوں کو ذلیل و رُسوا کرے اور اپنی نشانیوں کو پامال کرے ــــــــ غالباً اِسی جذبے کے تحت حکومتِ سعودیہ نے ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء میں ایک فرمانِ شاہی (۴۶م) کے تحت ادارۃ الآثار قائم کیا اور ۲۱ صفر ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۷ء کو مجلسِ وزراء کی قرارداد نمبر ۲۳۵ کے مطابق اعلیٰ سطح کی کمیٹی قائم کی ــــــــ یہ اقدام لائقِ تحسین ہے ــــــــ قانون نمبر ۷، شق نمبر ۱ میں آثار کی تشریح کی گئی ہے اور قانون نمبر ۱۱ میں ان کی حفاظت کی ضمانت دی گئی ہے۔

غالباً اسی قانون کے تحت خیبر میں یہودیوں کے آثار اور العلا میں قوم ثمود کے آثار کو محفوظ کیا گیا ہے —— مغضوبوں کے آثار سے زیادہ محبوبوں کے آثار حفاظت کے مستحق ہیں —— حرمین شریفین کا یہ عالم ہے ع

چپے چپے پہ ہیں یاں گوہر یکتا تہِ خاک

امید کی جاتی ہے کہ جو نشانیاں باقی رہ گئی ہیں، ان کو محفوظ رکھا جائے گا ——
اقبال نے سچ کہا تھا ؂

ضبط کن تاریخ را پائندہ شو

از نفس ہائے رمیدہ زندہ شو

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارتِ قبور کا حکم بھی اسی لئے دیا ہے[۵] کہ مرحومین سے نسبت قائم رہے اور ان کے لئے دعائے خیر ہوتی رہے —— آپ خود بھی قبروں کی زیارت کے لئے تشریف لے جایا کرتے[۵]، دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب فرماتے —— اللہ تعالےٰ نے آپ کو حکم دیا کہ صحابۂ کرام کے لئے دعا فرمایا کریں، آپ کی دعا سے اُن کو سکون ملتا ہے[۹] —— کسی کے لئے دعا بھی اسی سے اس نسبت کا اظہار ہے —— دعا قبول کرنے والا اللہ ہے، آپ کے وسیلے کی حاجت نہ تھی، جو صحابی دعا کرتا، قبول کر لی جاتی مگر نہیں آپ کی شانِ محبوبیت دکھائی گئی اور آپ سے کہا گیا کہ آپ دعا کریں —— غور فرمائیں، خوب غور

ؔ اپیل شیخ محمد ابراہیم (قاہرہ، مصر) بنام ملک فہد بن عبد العزیز خادم الحرمین الشریفین، ترجمہ اردو از محمد عبد الحکیم شرف قادری، مطبوعہ فیضِ الرسول، براؤن شریف، شمارہ مارچ و اپریل ۱۹۹۴ء، ص ۲۵

[۵] صحیح البخاری: ج ۲، ص ۹۵۸ [۹] سورۂ توبہ، ۱۰۳

[۵] سورۂ توبہ، ۸۴

فرمائیں ——— حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر شریف کی زیارت کا حکم[۱۰] دیا کہ قبر کو آپ کے جسمِ مبارک سے نسبت ہے ——— اللہ تعالےٰ نے قرآنِ حکیم میں بار بار قبر کا ذکر کیا[۱۱] کہ ہر انسان کی قبر کو اس کے جسم سے نسبت ہے ——— بزرگانِ دین کے مقابر تبلیغِ اسلام کا عظیم گہوارہ رہے ہیں ——— روس میں برسوں اِسلام پر پابندی رہی مگر جبر و اِستبداد کے اس دور میں اِنہی تبلیغی مراکز سے مسلمانوں کی وابستگی نے ان کو زندہ رکھا ——— برسوں بعد جب روس کا اشتراکی نظام تارِ عنکبوت کی طرح بکھر گیا تو مسلمان اُسی ایمانی حرارت اور فکر و نظر کے ساتھ اُبھرے جس حرارتِ ایمانی اور فکر و نظر کے ساتھ اُن کو دبا دیا گیا تھا ——— نسبتوں کی پاسداری سے ایمان کی حرارت باقی رہی جس نے ساری دنیا کو حیران کر دیا ہے ———

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ میں تصویروں کو مٹایا اور بتوں کو توڑا[۱۲] مگر بیت اللہ شریف کو ہاتھ نہ لگایا ——— دوسری طرف مسجدِ ضرار کو توڑنے کا حکم دیا[۱۳] ——— آپ کے اِس عمل سے ہم کو یہ اصول ملا کہ جس چیز کی بنیاد خیر پر ہو اور اس کو بدی کا مرکز بنا لیا گیا ہو تو وہاں سے بدی کو دور کر دیا جائے، خیر کو نہ مٹایا جائے اور جس چیز کی بنیاد ہی شر پر ہو اور بظاہر وہ خیر کا مرکز ہو، اس کو ڈھا کر برابر کر دیا جائے[۱۴] ——— قرآنِ حکیم نے غیر اللہ کی عبادت کی نفی فرمائی ہے، مگر ہر نسبت کی نفی نہیں کی ——— نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا[۱۵]

---

۱۰ ابوداؤد، صحیح البخاری، باب زیارۃ روضۃ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۲، ص ۹۵۵-۵۷

۱۱ سورۂ حج، ۷- سورۂ فاطر، ۲۲- سورۂ ممتحنہ، ۱۳، سورۂ انفطار، ۴- سورۂ تکاثر، ۲

۱۲ سیرۃ النبی، ج ۱، ص ۵۲۷ - ۵۲۸

۱۳ سورۂ توبہ، ۱۰۷-۱۰۸

۱۴ سورۂ نساء، ۳۶ - انعام، ۱۵۱

۱۵ سورۂ آلِ عمران، ۳۱

بیٹے کو باپ ——— کا حکم دیا[۶] ——— فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے آگے جُھکنے کا حکم دیا[۷] ——— اور تو اور

تو یہ کوئی ——— محکوم کو حاکم کی اطاعت کا حکم دیا[۸] ——— کے آگے جھکنے کا حکم دیا

کفر و شرک نہیں کیونکہ جس نسبت سے جھکایا گیا یا مُطاع بنایا گیا وہ عبد و معبود کی

نسبت نہیں ——— اِس بات کو ذہن میں رکھنا چاہیئے ———

اللہ تعالےٰ نے قرآنِ حکیم میں فرمایا ——— یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ

الْمُطْمَئِنَّةُ ٥ الآیۃ (سورۂ فجر، ۲۷-۳۰) " اے اطمینان والی جان ! اپنے رب

کی طرف واپس ہو ، یوں کہ تو اُس سے راضی ہو ، وہ تجھ سے راضی ، پھر میرے

خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ " ——— ربّ اللہ تعالےٰ نے اُس جان

کو مخاطب فرمایا جو خوشی و غمی ، اِنبساط و اِنقباض ، اِنعام و اِیلام کی عارضی کیفیتوں

سے گزر کر مستقل اور دائمی سکون و طمانیت کی بلندیوں تک پہنچ چکی ہے ———

پھر اُس جان سے فرمایا ——— اپنے رب کی طرف لوٹ آ ، تو اُس سے راضی ،

وہ تجھ سے راضی ، میرے بندوں میں شامل ہو جا ، میری جنت میں داخل ہو جا

——— سب کو اُسی کی طرف لوٹنا ہے ، سب اُسی کے بندے ہیں ، سب

اُسی کی جنّتیں ہیں ——— مگر جس کو وہ مولائے کریم اپنے پاس بلائے ، جس کو

وہ رحیم اپنا بنائے ، اُس کی بات ہی کچھ اور ہے ——— اور جس کو اپنی جنت

میں داخل کرے ، اُس جنت کا عالم ہی کچھ اور ہے ——— ساری بہاریں

نسبتوں کی ہیں ———

اللہ تعالےٰ نے ہم کو بار بار نسبتوں کی طرف متوجّہ فرمایا ہے ———

---

[۶] سورۂ بقرہ ، ۳۴ [۷] سورۂ نساء ، ۵۹

[۸] سورۂ اسراء ، ۲۴

رمضان المبارک کا ایک امتیاز یہ بتایا گیا کہ اِس میں قرآن نازل ہوا[19] ــــــ اس کو نزولِ قرآن سے نسبت ہے ــــــ اِسی نسبت کی وجہ سے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کو قرآن سے شاد آباد کیا[20] ــــــ اور یہ بتا دیا کہ جس ماہ میں کوئی خاص نعمت نازل ہو، اُس ماہ میں اُس کا ذکر کرتے رہنا چاہیئے ــــــ قرآنِ کریم کا اِمتیاز یہ بتایا کہ اِس کو شبِ قدر میں نازل کیا گیا[21] ــــــ یعنی قرآنِ کریم کو شبِ قدر سے خاص نسبت ہے ــــــ صراطِ مستقیم کی نشانی یہ بتائی کہ اِس کو اللہ کے محبوبوں کے مبارک قدموں سے نسبت ہے[22] ــــــ چاہِ زمزم کو حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کے نقشِ پا سے نسبت ہے ــــــ اِسی نسبت نے اِس کو اتنا محترم بنا دیا کہ ہر طواف کرنے والا اِس سے اپنی پیاس بجھا رہا ہے، جو ہے لئے جا رہا ہے، ایک عالم سیراب ہو رہا ہے، صدیاں بیت گئیں، عمریں گذر گئیں ــــــ زمزم کی تلاش میں سب کو اِسی نسبت کی تلاش ہے ورنہ پانی تو ہر جگہ مل سکتا ہے ــــــ مگر پانی، پانی برابر نہیں ــــــ نسبتوں سے پست بلند ہو جاتے ہیں ــــــ

ازواجِ مطہرات بھی بظاہر عورتیں ہی تھیں لیکن حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نے اُن کو کیا سے کیا بنا دیا ــــــ قرآنِ حکیم نے نسبت کے اس راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرمایا :

"اے نبی کی بیویو! تم میں سے کوئی دوسری عورتوں کی طرح نہیں[23]"

ــــــ مُجاہدین سے نسبت کی وجہ سے اُن کی بیویوں کے احترام کی ہدایت کی گئی

---

[19] سورۃ بقرہ ، ۱۸۵

[20] مؤطا امام مالک ، لاہور ، ص ۱۲۰

[21] سورۃ قدر ، ۳

[22] سورۃ فاتحہ ، ۵ - ۶

[23] سورۃ احزاب ، ۲۲

(ابوداؤد، ج۲، ۲۷۴) ——— حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سمتوں کا بھی ادب سکھایا ہے جو محترم و معزز چیزوں کی طرف واقع ہوں چنانچہ بیت اللہ کی سمت تھوکنے کو منع فرمایا ہے[۲۴] ——— ایک صحابی نے قبلہ کی طرف تھوک دیا تو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کو کبھی امام نہ بنایا جائے[۲۵] ——— اور وہ کبھی امامت نہ کر سکے ——— آپ نے ملاحظہ فرمایا، حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ سے نسبت رکھنے والی سمت کا کتنا احترام فرمایا ہے۔

عرض کیا جاچکا ہے کہ عالی نسبت سے پست، بلند ہو جاتے ہیں ——— قرآنِ حکیم اور احادیثِ شریفہ سے چند مثالیں ملاحظہ ہوں :-

(۱) مٹی کی کیا حقیقت ہے مگر جب یہی مٹی حضرتِ جبرئیل علیہ السلام کے سُموں سے مَس ہوتی ہے تو تریاق و اکسیر بن جاتی ہے، جس بے جان میں ڈالیں اُسے زندہ کردے[۲۶] ———

(۲) حضرتِ موسیٰ اور حضرتِ ہارون علیہما السلام کے استعمال کی چیزیں لکڑی کے ایک صندوق میں رکھی گئیں جس کو فرشتوں نے اٹھایا[۲۷] اور جس کی شان یہ بتائی گئی کہ میدانِ جنگ میں اُس کو آگے آگے رکھتے اور اُس کی برکت سے فتح و نصرت پاتے۔

(۳) حضرتِ یوسف علیہ السلام کے جسم مبارک سے مَس ہونے والی قمیص کی یہ شان کہ جب حضرتِ یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالی گئی تو بے نور آنکھوں میں نور آگیا۔[۲۸]

---

۲۴ ا: مشکوٰۃ شریف، ص ۶۹
ب، مؤطا امام مالک، لاہور، ص ۱۸۷

۲۵ مشکوٰۃ شریف، ص ۷۱

۲۶ سورۂ طٰہٰ، ۹۶-۸۶

۲۷ ا: سورۂ بقرہ، ۲۴۸
ب: صفوۃ التفاسیر، بیروت، ج ۲، ص ۶۹

۲۸ سورۂ یوسف، ۹۳

(۴) یہ تو نبیوں کی شان تھی۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی یہ شان کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے ناقۃ اللہ (اللہ کی اونٹنی) فرمایا[29] اور اُس کو ایذا دینے والی قوم ثمود کو تباہ و برباد کر دیا گیا[30] ——— "قوم کو ہدایت کر دی گئی تھی ——— اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ کہ تمہیں دردناک عذاب آئے گا[31] ——— اور اسے بُری طرح ہاتھ نہ لگانا کہ تم کو نزدیک عذاب پہنچے گا[32] ———"

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جن افراد یا اشیاء کو اللہ اپنی خاص نسبت سے نوازے، اُن کو بُری نیت سے ہاتھ لگانا بھی عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے ——— چہ جائیکہ اُن کی شان میں گستاخیاں کرنا اور اُن کی جناب میں بے ادبی سے پیش آنا ——— جب اللہ کے نبی حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی (ناقۃ اللہ) کا یہ احترام[33] تو حرمت اللہ، بیت اللہ[34] اور کتاب اللہ[35] کا کیا احترام ہوگا! ———

اللہ نے کس کس کو اپنا بنایا ——— غور کرتے جائیں اور ادب کرتے جائیں ——— ایام اللہ[36]، شعائر اللہ[37]، آلاء اللہ[38]، آیات اللہ[39]، حرمت اللہ[40]، اولیاء اللہ[41]، وغیرہ وغیرہ ——— صرف اسی ایک بات پر غور فرمائیں جس کو اللہ نے اپنا رسول و

---

[29] سورۂ اعراف، ۷۳

[30] سورۂ شعراء، ۱۵۲-۱۵۶، سورۂ اعراف، ۸۷، سورۂ ہود، ۶۴-۶۵، سورۂ شمس، ۱۲

[31] سورۂ اعراف، ۷۳

[32] سورۂ ہود، ۶۴

[33] سورۂ شمس، ۱۳

[34] سورۂ مائدہ، ۹۷

[35] سورۂ آل عمران، ۲۳

[36] سورۂ ابراہیم، ۵

[37] سورۂ بقرہ، ۱۵۸، سورۂ مائدہ، ۲، سورۂ حج، ۳۲-۳۴

[38] سورۂ اعراف، ۷۳

[39] سورۂ آل عمران، ۹۸-۴

[40] سورۂ حج، ۳۰

[41] سورۂ یونس، ۶۲

محبوب بنایا، اِس نسبت نے اُس کو اتنا بلند کر دیا کہ اُس کے حضور اونچی آواز سے بولنے والے کے نیک اعمال برباد ہو رہے ہیں[۴۲] ——— اُس کی محفل سے بلا اجازت سرکنے والے کو عذابِ الٰہی کی وعید سنائی جا رہی ہے[۴۳] ——— اُس کے حضور گستاخی کرنے والے کی عزّت خاک میں ملائی جا رہی ہے[۴۴] ——— جس ذات کو، جس کتاب کو، جس گھر کو، جس دن کو، جس نشانی کو، جس عزّت والی چیز کو، اللہ نے اپنی ذات سے نسبت دی ہمیں سب کی تعظیم و تکریم کرنی ہے، ہمیں سب کا ادب کرنا ہے ——— اللہ کا یہی حکم ہے ——— اللہ کے رسول کی یہی سُنّت ہے ——— صحابہ کا یہی عمل ہے ——— اِن چیزوں سے توجہ ہٹانا، اللہ سے توجہ ہٹانا ہے ———

(۵) بات سے بات نکلتی گئی ——— حضرتِ صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی بات ہو رہی تھی ——— اونٹنی تو اونٹنی ہے ——— کُتّے بھی اللہ کے محبوبوں کے محافظ و دربان بن جائیں تو محترم ہو جاتے ہیں ——— قرآنِ کریم میں اصحابِ کہف اور ان کے کُتّے کا واقعہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے ——— اصحابِ کہف کو اللہ نے اپنی عجیب نشانی قرار دیا[۴۵] ——— اور اُن کے کُتّے کا اس پیارے انداز سے ذکر فرمایا ——— "اور اُن کا کُتّا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر"[۴۶] ———

اُس زمانے کے لوگوں نے بھی اللہ کے محبوب اصحابِ کہف کے ساتھ اُن کے کُتّے کا ضرور ذکر کیا ہے[۴۷] ——— ان لوگوں نے غار کے باہر یادگار عمارت اور مسجد بھی بنانا چاہی کہ اس زمین کو اللہ کے پیاروں سے نسبت تھی ——— جو اللہ کا ہو جاتا ہے

---

[۴۲] سورۂ حجرات، ۲-۳

[۴۳] سورۂ نور، ۶۲

[۴۴] سورۂ قلم، ۱۳

[۴۵] سورۂ کہف، ۹

[۴۶] ایضاً، ۱۸

[۴۷] ایضاً، ۲۱، ۲۲

وہ اللہ کی نشانی بن جاتا ہے اور جو اُن کے دامن سے وابستہ ہوتا ہے وہ بھی اللہ کا مذکور بن جاتا ہے —— اس کُتّے نے محبوبوں کے دامن سے وابستہ ہوکر ادب سکھایا جو ہمیں نہیں آتا —— اللہ نے اپنے کرم سے جانوروں کو انسان کا معلّم بنایا —— جب قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تو تدفین کا سلیقہ کوّے نے بتایا[۴۸] —— قابیل نے کفِ افسوس ملتے ہوئے کہا —— "ہائے خرابی! میں اس کوّے جیسا بھی نہ ہو سکا![۴۹]" —— سگِ اصحابِ کہف کو دیکھتے ہوئے ہم یہ کہیں گے، "افسوس! ہم اس کُتّے جیسے بھی نہ ہو سکے!" ——

(۶) نسبتوں سے دن محترم ہو جاتے ہیں —— اللہ تعالیٰ نے حضرتِ یحییٰ علیہ السلام کے یومِ ولادت اور یومِ وصال کا بطورِ خاص ذکر فرمایا ہے[۵۰]۔ اسی طرح حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے یومِ ولادت اور یومِ وصال کا اُس وقت ذکر فرما کر دنیا کو حیران کر دیا، جب وہ ابھی شیر خوار ہی تھے[۵۱] ——

(۷) یہ تو اللہ کے محبوبوں کے آنے کے دن تھے، اگر کوئی محبوب چیز عطا فرمائی جائے تو اس شَے کی نسبت سے وہ دن بھی محترم اور خوشی کا دن ہو جاتا ہے ——

حضرتِ عیسےٰ علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے خوانِ نعمت کے لئے دعا فرمائی کہ خوانِ نعمت عطا فرما تا کہ ہمارے اگلے پچھلوں کے لئے یہ دن، عید کا دن ہو جائے[۵۲]" —— حقیقت یہ ہے کہ خوشی و غمی کے یادگار دن منانا، انسان کی فطرت میں ہے، اس میں تکلّف کو دخل نہیں، اِس کا تعلق جذبات و

---

۴۸ سورۂ مائدہ، ۳۱ — ۵۱ سورۂ مریم، ۳۳

۴۹ ایضاً، ۳۱ — ۵۲ سورۂ مائدہ، ۱۱۴

۵۰ سورۂ مریم، ۱۵

ظہور ——— ہر قوم میں خوشی و غمی کے تہوار پائے جاتے ہیں ——— احساسات سے ہے

اسلام سے قبل لوگ مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد اپنے آباء و اجداد کا ذکر کیا کرتے تھے اور یہ یادگار دن منایا کرتے تھے، اللہ نے فرمایا کہ اِس طرح اللہ کا بھی ذکر کیا کرو بلکہ اس سے بہت زیادہ[۵۳] ———

(۹) غور فرمائیں بیت اللہ حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر فرمایا، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا[۵۴] ——— یہ اُن کی نشانی ہے ——— اللہ نے اس کو اپنا گھر فرمایا، ادب والا گھر بنایا[۵۵] ——— اس کے درجے بلند سے بلند تر ہو گئے ———

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب پتھر پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کی تعمیر فرمائی آپ کے قدم مبارک کی نسبت سے وہ پتھر اتنا محترم ہو گیا کہ بیت اللہ کے سامنے رکھا گیا ——— حکم دیا گیا کہ اس کو نماز کی جگہ بنا لیا جائے[۵۶] ——— اللہ نے اس کو اپنی کھلی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا[۵۷] ——— اللہ اکبر! نسبت نے پتھر کو کتنا بلند کر دیا! ———

اِس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب بندے جس جگہ کھڑے ہو جائیں یا بیٹھ جائیں وہ جگہ مقدس و متبرک ہو جاتی ہے ——— یادگار ہو جاتی ہے۔

(۱۰) صفا و مروہ پہاڑیوں کے درمیان حضرت ہاجرہ علیہا السلام دوڑی تھیں ——— اُن کے پائے مبارک کی برکت سے اِن پہاڑیوں کی درمیانی زمین

---

۵۳ سورۂ بقرہ ، ۲۰۰

۵۴ ایضاً ، ۱۲۷

۵۵ سورۂ مائدہ ، ۹۷

۵۶ سورۂ بقرہ ، ۱۲۵

۵۷ سورۂ آل عمران ، ۹۷

بھی ایسی برکت والی ہو گئی کہ بیت اللہ کا طواف کرنے والے اس کا بھی طواف کرنے لگے[۵۸] ــــــ اور اسی نسبت کی وجہ سے اللہ نے اِن پہاڑیوں کو اپنی نشانیاں قرار دیا[۵۹] حالانکہ یہ حضرتِ ہاجرہ علیہا السلام کی نشانیاں ہیں ــــــ معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب بندے جن راہوں سے گزر جاتے ہیں وہ راہیں بھی مقدس و متبرک ہو جاتی ہیں۔

(۱۱) منیٰ میں حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے کنکریاں ماری تھیں ــــــ آپ نے قربانی پیش کی تھی[۶۰] ــــــ آپ کی نسبت سے یہ ادائیں ایسی پیاری ہو گئیں کہ حج کے لئے آنے والے ہر فرد پر واجب کر دیا گیا کہ کنکریاں مارا کرے اور قربانی کیا کرے۔

(۱۲) سمتِ قبلہ کے تعین میں بھی نسبت ہی کارفرما نظر آ رہی ہے ــــــ جب حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کعبے کی بنیادیں رکھ رہے تھے تو نسبت کے اِس راز کو عالم آشکار کر رہے تھے[۶۱] ــــــ اللہ تعالےٰ قیدِ مکاں اور قیدِ زماں سے پاک ہے، خود فرمایا ــــــ "مشرق و مغرب اللہ کے ہیں"[۶۲] ــــــ اور خود فرمایا ــــــ "نہ وہ مغرب کی طرف ہے، نہ مشرق کی طرف"[۶۳] ــــــ یہ بھی فرمایا کہ ــــــ "ہر ایک کے لئے توجہ کی ایک سمت ہے کہ وہ اُس طرف منہ کرتا ہے"[۶۴] خود فرمایا ــــــ "جس طرف منہ کرو گے اُسی طرف وَجہُ اللّٰہ ہے"[۶۵] ــــــ اِس کے باوجود فرمایا گیا ــــــ "انسان کی عبادت کے لئے

---

[۵۸] سورۂ بقرہ ، ۱۵۸
[۵۹] ایضاً ، ۱۵۸
[۶۰] سورۂ صافات ، ۱۰۳
[۶۱] سورۂ بقرہ ، ۱۲۷ تا ۱۲۹
[۶۲] سورۂ بقرہ ، ۱۱۵
[۶۳] سورۂ حج ، ۲۶
[۶۴] سورۂ بقرہ ، ۱۴۸
[۶۵] ایضاً ، ۱۱۵

پہلا گھر مکہ میں بنایا گیا"[66] ــــــ اور اس گھر کو ــــــ انسانوں کا مرجع بنایا گیا[67] ــــــ کیوں بنایا گیا؟ ــــــ ہاں وہ آنے والا، آنے والا تھا ــــــ بیت اللہ کو اُس کا منظورِ نظر ہونا تھا ــــــ اعلانِ نبوت سے قبل ہی اس طرف رُخ فرمایا، غارِ حرا، کا قبلہ یہی ٹھہرا ــــــ دیکھنے والی آنکھیں حیران ہوتی ہیں، کس نے پہاڑوں کو موڑ کر بیت اللہ کی طرف کر دیا ــــــ اعلانِ نبوت کے بعد یہی قبلہ ٹھہرا ــــــ مگر ۱ھ میں ہجرت کے بعد بیت المقدس قبلہ قرار پایا[68]، مسجدِ قبا، کا یہی قبلہ پڑا ــــــ تقریباً ۱۷ ماہ بعد نماز ہی میں آنکھیں آسمان کی طرف اٹھ گئیں ــــــ دلوں کا حال جاننے والے نے جان لیا کہ اُس کا محبوب کیا چاہتا ہے ــــــ فوراً ارشاد ہوا ــــــ "ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا، تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اُس قبلے کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے، ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجدِ حرام کی طرف اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اس طرف کرو"[69] ــــــ اللہ اکبر! نگاہِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیشہ کے لئے بیت اللہ کو سارے عالم کا قبلہ بنا دیا ــــــ اس قبلے کو نگاہِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے خاص نسبت ہے، اس کو نہ بھولنا چاہئے ــــــ اس راز سے قرآن کریم نے پردہ اٹھاتے ہوئے فرمایا ــــــ "اور اے محبوب! تم پہلے جس قبلے پر تھے ہم نے وہ اس لئے مقرر کیا تھا کہ کون اِس رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے"[70]۔

اللہ اکبر! قبلہ بدل کر یہ دیکھنا مقصود تھا کہ کس کی نظر قبلہ پر ہے اور کس کی نظر محمدِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ہے ــــــ وہی مسلمان ٹھہرا جس نے محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ

---

[66] سورۂ آلِ عمران، ۹۶

[67] سورۂ بقرہ، ۱۲۵

[68] (ا) سورۂ بقرہ، ۱۴۲-۱۴۳

(ب) سیرۃ النبی، ج ۱، ص ۳۰۰

[69] سورۂ بقرہ، ۱۴۴

[70] ایضاً، ۱۴۳

علیہ وسلم پر نظر رکھی، جدھر آپ نے رخ فرمایا، ادھر ہی اُس نے رخ کیا ——

(۱۳) نسبتوں کی بات کہاں تک کی جائے! —— حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسجدِ حرام، مسجدِ اقصٰے اور مسجدِ نبوی شریف کے لئے سفر کرنے کی اجازت دی[1] تو اِس میں بھی نسبتوں کے بھید چھپے ہوئے ہیں —— ساری زمین مسجد ہے (بخاری شریف مترجم، ج ۲، ص ۳۱۴) —— جہاں چاہیں نماز پڑھیں —— تین مساجد کا بطورِ خاص کیوں ذکر کیا گیا؟ —— اس لئے کہ تینوں مسجدوں کو اللہ کے محبوبوں، اللہ کے نبیّوں اور اللہ کے رسولوں سے نسبت ہے —— تینوں مسجدوں کی زمین نے محبوبوں کے قدم چومے ہیں[2] —— وہ محبوب یہاں آرام فرما ہیں —— اُن کی نسبت سے اِس زمین کو یہ عظمت ملی ——

(۱۴) صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم قرآنِ حکیم کے رمز شناس تھے اور محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادا شناس —— آیئے اُن کو دیکھیں —— نسبت کا سبق اُن سے سیکھیں —— حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ حجرِ اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرما رہے ہیں —— "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھتا تو ہرگز نہ چومتا"[3] —— اِسی لئے حجرِ اسود کا یہ ادب ہے کہ اگر اُس سے ہاتھ مَس نہ ہو سکیں تو اپنی ہتھیلیوں کو حجرِ اسود کے سامنے کرکے اپنے ہاتھ ہی چوم لئے جائیں، یہ نسبت کا کمالِ ادب ہے۔

(۱۵) حضرتِ عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب پہلے پہل تاجدارِ دوعالم

---

[1] صحیح البخاری، ج ۲، ص ۳۱۲ بحوالہ بخاری شریف مترجم (ب) بخاری شریف ، لاہور ج ۲ ص ۳۱۴

[2] (و) سورۂ اسراء ۱ ، [3] ایضاً ، " ج ۱ ص ۴۳۴

صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی کو لپکنے کے لئے ایک خلقت ٹوٹی پڑ رہی ہے ــــــ کوئی چہرہ پر مل رہا ہے، کوئی ہاتھوں میں مل رہا ہے[۴۳] ــــــ عجب ذوق و شوق کا عالم ہے ــــــ!

۱۶ ایک روز حضرتِ بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ، حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی ایک لگن میں لئے باہر آئے تو صحابہ کرام ٹوٹ پڑے، جس کو یہ پانی مل گیا اُس نے اپنے چہرے پر مل لیا[۴۴] ــــــ اِس پانی کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے نسبت ہوگئی تو یہ اتنا مقدس ہوگیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے اپنے چہروں پر مل رہے ہیں۔ سبحان اللہ!

۱۷ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں سرِ مبارک حلق کرایا ــــــ نصف موئے مبارک حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے اور نصف ازواجِ مطہرات اور تمام صحابہ کرام میں تقسیم فرمائے ــــــ ہر ایک کو ایک ایک یا دو دو ملے ــــــ حضرتِ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پیشانی مبارک کے بال طلب فرمائے عطا کئے گئے ــــــ یہ موئے مبارک اُنھوں نے برکت کے لئے ٹوپی میں رکھ لئے اور اس کی برکت سے ہر مہم میں فتح و نصرت نے اُن کے قدم چومے[۴۵] ــــــ ازواجِ مطہرات کو جو موئے مبارک ملے تھے اُن میں حضرتِ امِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو عطا کردہ موئے مبارک آج بھی روہڑی (سندھ۔ پاکستان) میں ایک عظیم الشان

---

[۴۳] بخاری شریف، ج ۱، ص ۳۱-۶ ۲۳۴-۶

[۴۴] شبلی نعمانی، سیرۃ النبی (اعظم گڑھ ۱۳۳۹ھ) ج ۱، ص ۴۱۵

[۴۵] بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، ص ۴۷

[۴۶] (ا) حجۃ اللہ علی العٰلمین، ص ۶۸۶ بحوالہ مستدرک

(ب) معارج النبوۃ، لاہور ۱۹۹۱ء، ج ۳، ص ۴۷۰

عمارت میں محفوظ ہے جس کی دیوار پر موئے مبارک کی تاریخ لکھی ہوئی ہے ——

(١٨) حضرتِ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص سر مبارک کے بال اتار رہا تھا، صحابہ کرام گھیرا ڈالے بیٹھے تھے، نہیں چاہتے تھے کہ کوئی بال اُن کے ہاتھ میں آنے کی بجائے زمین پر گر جائے [٦] —— غور فرمائیں موئے مبارک کی یہ عزت اور احترام اسی لئے تھا کہ وہ حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے نسبت رکھتے تھے ——

(١٩) حضرتِ عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں —— میرے پاس سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک ہونا، دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہے [٨]۔

(٢٠) حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک، تراشۂ ناخن —— اُن کے گلے، منہ اور سجدے کی جگہوں پر رکھے جائیں [٩] —— چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(٢١) حضرتِ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی کو سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے مَس فرمایا تو انہوں نے عمر بھر پیشانی کے وہ بال نہیں کٹوائے جن سے دستِ مبارک مَس ہوا تھا یہاں تک کہ وہ اتنے بڑھ گئے کہ جب وہ کھولتے تو زمین سے لگ جاتے [١٠] —— ان بالوں کو کیوں نہ کٹوایا؟ —— اس لئے کہ اِن کو سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے نسبت تھی۔

(٢٢) حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس میں حضورِ اکرم

---

[٦] مسلم شریف، ج٢، ص ٢٥٦ [٩] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج٥، ص ١٣٨

[٨] بخاری شریف، ج١، ص ٢٩ [١٠] شفاء شریف، ج٢، ص ٤٤

صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی پلایا کرتے تھے ——— اس میں لوہے کا ایک کُنڈا تھا ———
جب حضرتِ انس رضی اللہ عنہ نے اس کنڈے کو بدلنا چاہا تو حضرتِ طلحہ رضی اللہ عنہ
نے ایسا کرنے سے منع فرمایا[۸۱] کیونکہ اس کنڈے کو سرکارِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم
نے اپنا دستِ مبارک لگایا تھا ———

(۲۳) حضرتِ سہل رضی اللہ عنہ نے جس پیالے میں حضورِ انور صلے اللہ علیہ وسلم کو پانی پلایا،
صحابہ کرام نے تبرکاً اس میں پانی پیا اور اس پیالے کو اس بلند پایہ نسبت ہی کی
وجہ سے حضرتِ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس محفوظ کرلیا[۸۲]۔

(۲۴) ایک صحابی نے سرکارِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی چادر شریف اس لئے طلب فرمائی
کہ اس میں کفنائے جائیں اور وہ اس میں کفنائے گئے[۸۳]۔

(۲۵) جس چارپائی یا تخت پر حضورِ انور صلے اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا اسی تخت پر
حضرتِ صدیقِ اکبر اور حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو لے جایا گیا، جب یہ تخت
پرانا ہوگیا تو اس کی بوسیدہ لکڑیاں سرکارِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت
کی وجہ سے چار ہزار درہم میں ہدیہ کی گئیں[۸۴] ——— حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ
نے حضورِ انور صلے اللہ علیہ وسلم کی بوسیدہ چادر شریف بیس ہزار درہم میں حاصل کی[۸۵]
یہی چادر شریف پھران کا کفن بنی ———

(۲۶) ملکِ شام سے حضرتِ بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر مبارک سے لپٹ گئے، زار وقطار رونے لگے، چہرہ مبارک خاک آلود

---

۸۱ بخاری شریف ، ج۲ ، ص ۸۴۲ — ۸۴ ابنِ عماد ، ج۳ ، ص ۳۸۲

۸۲ ایضاً ، ج ۲ ، ص ۸۴۲ — ۸۵ سیرتِ رسولِ عربی ، ص ۶۸

۸۳ ایضاً ، ج ۲ ، ص ۸۶۵

ہو گیا[۸۵] ——— خاک تو خاک ہی ہے مگر یہ خاک حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت شریفہ سے اس قابل ہو گئی کہ حضرتِ بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ کے چہرۂ انور کا غازہ بنے۔

(۲۷) حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی عادتِ شریفہ تھی کہ وہ منبر شریف پر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ کو اپنے ہاتھوں سے مَس کر کے چہرہ پر پھیر لیا کرتے تھے[۸۷]۔

(۲۸) حضرتِ امامِ مالک رضی اللہ عنہ مدینۂ شریف میں سواری نہ کرتے اور فرماتے ——— مجھے شرم آتی ہے کہ جس زمین پر سرکارِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم چلے ہوں اس کو اپنے جانور کے سُموں سے روندوں[۸۸] ——— اللہ اکبر! اصحابہ و تابعین کے دلوں میں نسبت کا یہ احترام تھا! ——— افسوس ہم کہاں سے کہاں چلے گئے!

نسبتیں ایک قسم کے لنگر ہیں جن سے ہمارے ایمان و یقین کے جہازوں کو باندھا گیا ہے ——— یہ لنگر اللہ نے بنائے ہیں ——— ان لنگروں سے اللہ نے باندھا ہے ——— گنہ گاروں اور سیہ کاروں کو حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے در پر جھکایا ہے[۸۹] اپنی اور اپنے حبیبِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کا طریقہ یہ بتایا کہ زندگی بھر سچّوں کے ساتھ رہو ——— صاف صاف فرمادیا ——— اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچّوں کے ساتھ رہو[۹۰] ——— جو سچے کرتے رہیں، تم بھی کرتے رہو ——— اپنے دل میں وسوسوں کو جگہ نہ دو ——— سچّوں کے دامن تھام لو تاکہ سیدھے راستہ پر چلتے رہو[۹۱] ——— جس نے دامن چھوڑا، بھٹک گیا ——— یہ بات سچی ہے اور اللہ کی بات سے زیادہ کس کی بات سچی ہو گی[۹۲]؟ ———

---

[۸۶] صحیح البہاری، ج۲، ص ۹۵۸ بحوالہ ابنِ عساکر
[۸۷] شفار شریف، ج۲، ص۴۴
[۸۸] ایضاً، ج ۲، ص۴۴
[۸۹] سورۂ نسار، ۶۴
[۹۰] سورۂ توبہ، ۱۱۹
[۹۱] سورۂ فاتحہ، ۶-۷
[۹۲] سورۂ نسار، ۸۷-۱۱۸

اگر اللہ کے محبوبوں سے نسبت ہے تو ہر اُس چیز اور ہر اُس عمل سے محبت ہو گی جس سے محبوب کو نسبت ہے —— جب انصار نے مال و دولت جمع کر کے حضورِ انور صلے اللہ علیہ وسلم کے ذاتی مصارف کے لئے پیش کرنا چاہا تو آپ نے یہ مال و دولت واپس کرتے ہوئے فرمایا —— "میں اِس (تبلیغِ رسالت اور ارشاد و ہدایت) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت"[٩٣] —— یعنی جس کو مجھ سے نسبت ہو اُس کی محبت —— غور فرمائیں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر کتنے احسانات ہیں، کیا ان احسانات کا تقاضا یہ نہیں کہ ہم آپ سے اور ہر اُس چیز سے محبت کریں جس کو آپ سے نسبت ہو ——

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ نے نظارہ کیا —— اللہ تعالےٰ ہم سب کو صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر چلائے اور دشمنانِ اسلام کے فریب سے بچائے —— ہر مسلمان کو دیدۂ بینا اور عقلِ سلیم عطا فرمائے کہ وہ جلتے ہوئے چراغوں کو نہ بجھائے بلکہ بجھتے ہوئے چراغوں کو روشن کرے —— اندھیروں میں اُجالا کرے —— اجالوں کو اور بالا کرے ؎

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

آمین!

۲ر محرم الحرام ۱۴۱۵ھ
۱۳ر جون ۱۹۹۴ء

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
کراچی - سندھ

---

[٩٣] شوریٰ، ۲۳